# کسٹمر دکان پر سامان رکھوا کر بھول جائے، تو حکم



ریفرنس نمبر: Sar 7581
تاریخ: 10-11-2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ جب گاہک دکان پر آتے ہیں، تو بسا اوقات ان میں سے کسی کے ہاتھ میں سامان ہوتا ہے، جو دکان پر بھول کر چلے جاتے ہیں اور واپس نہیں آتے اور نہ ہی گاہک کا معلوم ہوتا ہے کہ کون تھا اور کہاں سے آیا تھا یا کچھ لوگ بھول کر نہیں جاتے، بلکہ اپنے ساتھ لایا ہوا سامان ہمارے پاس بطورِ حفاظت رکھوا جاتے ہیں یا اشارے سے حفاظت کا کہہ جاتے ہیں، لیکن وہ واپس نہیں آتے، بھول جاتے ہیں اور بسا اوقات گاہک بالکل اجنبی ہوتا ہے، اس کا کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کون ہے، کہاں سے آیا ہے اور بسا اوقات سامان پھل سبزیوں وغیرہ سے تعلق رکھتا ہے اور جلد خراب ہونے والا ہوتا ہے اور بسا اوقات جلد خراب ہونے والا سامان نہیں ہوتا، اب ان تمام صورتوں میں ہمارے لیے کیا حکمِ شرع ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جو گاہک اپنے ساتھ لایا ہوا سامان کسی کی حفاظت میں دیئے بغیر دکان پر بھول کر چلا جائے اور اس شخص کے بارے میں کوئی معلومات بھی نہ ہو، تو اس سامان کی شرعی حیثیت لقطہ کی ہے، کیونکہ لقطہ اس مال کو کہتے ہیں، جو کہیں پڑا ہوا مل جائے اور اس کا حکم یہ ہے کہ جس شخص نے سامان اٹھایا، اس پر اتنی مدت تشہیر کرنا لازم ہے کہ اسے غالب گمان ہو جائے کہ اب مالک تلاش نہیں کرتا ہوگا اور اگر چیز جلد خراب ہونے والی ہو، جیسے پھل، سبزی وغیرہ تو ان کا اعلان فقط اتنی مدت تک کرنا لازم ہے کہ خراب نہ ہوں، مذکورہ دونوں صورتوں میں مدت پوری ہونے کے بعد اسے اختیار ہے کہ وہ لقطہ (اٹھائے ہوئے سامان) کی حفاظت کرے یا کسی مسکین پر صدقہ کردے یا کسی مصرفِ خیر میں صرف کردے، مسکین کو دینے یا مصرفِ خیر میں صرف کرنے کے بعد اگر مالک آگیا، تو مالک کو اختیار ہے کہ صدقہ جائز کردے یا نہ کرے اگر جائز کردے، تو ثواب پائے گا اور جائز نہ کیا اور وہ چیز موجود ہے، تو اپنی چیز لے لے اور اگر باقی نہ رہی ہو، تو تاوان لے گا، یہ اختیار ہے کہ ملتقط (لقطہ اٹھانے والے) سے تاوان لے یا مسکین سے (جبکہ مسکین کو دیا ہو)، جس سے بھی لے گا، وہ

دوسرے سے رجوع نہیں کر سکتا۔

اور جو گاہک اپنا سامان بول کر یا اشارے سے دکاندار کی حفاظت میں دے جائے، تو اس سامان کی شرعی حیثیت ودیعت کی ہے۔ودیعت کہتے ہیں:"اپنامال کسی دوسرے کو حفاظت کرنے کے لیے دینا"اس کے دو رکن ہیں:(1) ایجاب (2) قبول، یہ کبھی صراحتاً پائے جاتے ہیں، جیسے زبان سے کہامیں نے اپنامال تمہاری حفاظت میں دیااور دوسرا کہے میں نے قبول کیااور کبھی دلالۃً، جیسے مالک اپناسامان کسی کے سامنے حفاظت کے لیے رکھ کر چلاجائے، اور سامنے والا دیکھ کر خاموش رہے یامالک نے اشارے سے حفاظت کرنے کا کہہ دیاہواور سامنے والے نے دیکھ کر خاموشی اختیار کرلی ہو،توان تمام صورتوں میں وہ چیز ودیعت کہلائے گی،ہاں اگر مودَع(جس کی حفاظت میں چیز دی گئی) کہہ دیتاہے کہ میں ودیعت کو قبول نہیں کرتایامیں اس کی حفاظت نہیں کروں گا،تو یہ ودیعت نہیں کہلائے گی۔

اور ودیعت کاحکم یہ ہے کہ وہ چیز مودَع (جس کی حفاظت میں دی گئی) کے پاس امانت ہوتی ہے اوراس کی حفاظت واجب اورمالک کے طلب کرنے پر دیناواجب،ہاں اگر مالک نہ ملے اور نہ ہی اس کے بارے میں معلوم ہو کہ کہاں سے آیاہے اور زندہ بھی ہے کہ فوت ہوچکاہے، تواس چیز کی ہمیشہ حفاظت کرنی ہوگی کہ اسے صدقہ بھی نہیں کر سکتے،البتہ اگر وہ چیز جلد خراب ہونے والی ہے، تواسے فروخت کر کے اس کی قیمت اپنے پاس محفوظ رکھی جاسکتی ہے اور اگر مالک آجائے،تواسے یااس کے فوت ہونے کاعلم ہو جائے،تواس کے ورثاء کووہ دے دی جائے۔

**مذکورہ بالاتمہید کے بالترتیب جزئیات:**

مالِ لقطہ کے حکم کے متعلق فتاوی ہندیہ میں ہے:"يعرف الملتقط اللقطة في الأسواق والشوارع مدة يغلب على ظنه أن صاحبها لا يطلبها بعد ذلك.....ثم بعد تعريف المدة المذكورة الملتقط مخير بين أن يحفظها حسبة وبين أن يتصدق بهافإن جاء صاحبها فأمضى الصدقة يكون له ثوابها وإن لم يمضها ضمن الملتقط أو المسكين إن شاء لو هلكت في يده فإن ضمن الملتقط لا يرجع على الفقير وإن ضمن الفقير لا يرجع على الملتقط وإن كانت اللقطة في يد الملتقط أو المسكين قائمة أخذها منه"یعنی:جس کو کوئی گری ہوئی چیز ملے وہ بازاروں اور راستوں میں اتنی مدت تک اس کااعلان کرے کہ غالب گمان ہو جائے کہ اب مالک اس چیز کو تلاش نہیں کرے گا،پھر اتنی مدت تشہیر کرنے کے بعد اٹھانے والے کواختیار ہے کہ ثواب کی نیت سے لقطہ کی حفاظت کرے یااسے صدقہ کردے، پھر اگر مالک آگیااور اس نے صدقہ کو جائز کر دیا، تواسے ثواب ملے گااور اگر مالک

صدقہ کرنا، جائز قرار نہ دے اور وہ چیز بھی ہلاک ہو چکی ہو، تو اسے یہ اختیار ہے کہ ملتقط (چیز اٹھانے والے) سے تاوان لے یا مسکین سے، اگر ملتقط سے تاوان لیا، تو ملتقط مسکین سے رجوع نہیں کر سکتا اور اگر مسکین سے لیا، تو مسکین ملتقط سے رجوع نہیں کر سکتا اور اگر وہ گمی ہوئی چیز ملتقط یا مسکین کے پاس موجود ہے، تو وہ اپنی چیز اس سے لے لے گا۔

**(فتاوی ھندیه، کتاب اللقطه، ج2، ص289، مطبوعه کوئٹه)**

لقطہ مساجد، مدارس اور قبرستان وغیرہا امورِ خیر میں صرف کرنے کے بارے میں فتاوی رضویہ میں ہے: ”ان المسجداذاخرب والعیاذبالله واستغنی عنه یعودعندمحمدالی ملک البانی کمافی التنویروغیره فاذالم یعرف بانیه صارلقطة، وقدقال الامام محمدح صرفه الی مسجدآخرفعلم ان التصدق الماموربه فی اللقطة هوبهذاالمعنی الرابع الداخل فیه الصرف الی المقابروالحیاض والمساجد“ ترجمہ: مسجد جب ویران ہو جائے والعیاذ باللہ اور لوگ اس سے مستغنی ہو جائیں، تو امام محمد کے نزدیک یہ مسجد بانی کی ملک میں آجائے گی، جیسا کہ تنویر الابصار وغیرہ کتب میں ہے اور جب بانی معلوم نہ ہو کہ کس نے مسجد بنائی ہے، تو یہ سامان لقطہ کہلائے گا اور امام محمد نے فرمایا: اس وقت اس مسجد کا سامان دوسری مسجد کو دے سکتے ہیں، لہذا اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ لقطہ میں جس صدقہ کا حکم دیا گیا ہے وہ اس چوتھے معنی (جس میں نہ تملیک ہے نہ اباحت، یہ ایک قسم کا تصرفِ مالی ہے جس سے مسلمانوں کو نفع پہنچانا مقصود ہوتا ہے) کے ساتھ ہے جس میں لقطہ قبرستان، حوض اور مساجد پر صرف کیا جا سکتا ہے۔“

**(فتاوی رضویه، ج20، ص552، مطبوعه رضافاؤنڈیشن، لاهور)**

لقطہ جلد خراب ہونے والی چیز ہو، تو اس کے حکم کے بارے میں بدائع الصنائع، فتاوی عالمگیری اور در مختار میں ہے: واللفظ للدر ”عرف الی ان علم ان صاحبها لا یطلبها اوانها تفسدان بقیت کالاطعمة کانت امانة فینتفع بها لوفقیرا والا تصدق بهاعلی الفقیر ولوعلی اصله وفرعه وعرسه الا اذا عرف انها لذمی فانها توضع فی بیت المال“ یعنی: لقطہ اٹھانے والا اس کی تشہیر کرے گا، یہاں تک کہ وہ جان لے کہ اب اس چیز کو اس کا مالک تلاش نہیں کرتا ہو گا یا چیز کھانوں وغیرہ میں سے ایسی ہے کہ جو جلد خراب ہونے والی ہے تو یہ چیز اس لقطہ اٹھانے والے کے ہاتھ میں امانت ہو گی اور اگر یہ فقیر ہے، تو اس کے لیے اس سے نفع اٹھانا بھی جائز ہے، وگرنہ یہ کسی فقیر کو صدقہ کر دے، چاہے وہ فقیر اس کی اصل (باپ دادا) میں سے ہو یا فرع (بیٹے پوتے) میں سے یا اس کی بیوی ہو، ہر طرح جائز ہے، ہاں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ چیز کسی ذمی کی ہے، تو اس کو بیت المال کے سپرد کر دیا جائے گا۔

**(درمختارمع ردالمحتار، کتاب اللقطة، ج06، ص424، مطبوعه کوئٹه)**



DARUL IFTA AHLESUNNAT

صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں:"جو چیزیں خراب ہو جانے والی ہیں، جیسے پھل اور کھانے ان کا اعلان صرف اتنے وقت تک کرنا لازم ہے کہ خراب نہ ہوں اور خراب ہونے کا اندیشہ ہو، تو مسکین کو دیدے۔"
(بہارشریعت، ج02، ص476، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ودیعت کی تعریف اوراس کے ارکان بیان کرتے ہوئے علامہ علاؤالدین حصکفی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں:
"تسلیط الغیر علی حفظ مالہ صریحا أو دلالۃ....(ورکنھا الإیجاب صریحا) کأودعتک....(أو فعلا) کما لو وضع ثوبہ بین یدی رجل ولم یقل شیئا فھو إیداع (والقبول من المودع صریحا) کقبلت (أو دلالۃ) کما لو سکت عند وضعہ فإنہ قبول دلالۃ کوضع ثیابہ فی حمام بمرأی من الثیابی" ملتقطاً۔ ترجمہ: کسی کو صراحتاً یا دلالۃً اپنے مال کی حفاظت پر مسلط کرنا ودیعت کہلاتا ہے۔ اس کا رکن ایجاب ہے، خواہ وہ صراحتاً ہو، جیسے یوں کہا کہ میں نے تمہیں ودیعت دی یا عمل سے ہو، جیسے کسی نے اپنا کپڑا دوسرے کے سامنے رکھ دیا اور کچھ نہ کہا، تو یہ ودیعت رکھنا ہے اور ودیعت کا دوسرا رکن مودع (جس کی حفاظت میں چیز دی گئی) کی طرف سے قبول کرنا ہے، خواہ قبول کرنا صراحتاً ہو، جیسے میں نے قبول کیا یا دلالۃً ہو، جیسے کسی نے اس کے سامنے چیز رکھی اور یہ خاموش رہا، تو یہ خاموش رہنا دلالۃً قبول ہے، جیسے حمام میں جامہ دار (لباس کے منتظم) کے سامنے کپڑے رکھنا۔
(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الایداع، ج08، ص526، مطبوعہ کوئٹہ)

بحرالرائق میں ہے:"رکنھا الایجاب قولا أو فعلا و القبول صریحا أو دلالۃ....وانما قلنا فی الایجاب فعلا لیشمل ما لو وضع ثوبہ بین یدی رجل ولم یقل شیئا فھو ایداع وانما قلنا فی القبول دلالۃ لیشمل سکوتہ عند وضعہ بین یدیہ فانہ قبول دلالۃ، ملتقطا" ترجمہ: ودیعت کا ایک رکن ایجاب ہے خواہ وہ بول کر ہو یا عمل سے اور دوسرا رکن قبول ہے، خواہ وہ صراحتاً ہو یا دلالۃً اور ہم نے عمل کی صورت میں ایجاب پائے جانے کے بارے میں کہا تاکہ یہ اس صورت کو شامل ہو جائے کہ اگر کسی نے اپنا کپڑا دوسرے شخص کے سامنے رکھا اور منہ سے کپڑے کی حفاظت کرنے کے متعلق کچھ نہ بولا، تو بھی یہ ودیعت ہو گی اور ہم نے دلالۃً یعنی منہ سے کچھ بولے بغیر قبول کرنے کے بارے میں کہا تاکہ یہ شامل ہو جائے اس صورت کو کہ جب کسی نے اس کے سامنے چیز رکھی تو یہ خاموش رہا، یہ دلالۃً قبول ہے۔
(بحرالرائق، کتاب الودیعۃ، ج07، ص464، مطبوعہ کوئٹہ)

مجلۃ میں ہے:"و کذلک اذا وضع رجل مالہ فی دکان فرآہ صاحب الدکان و سکت ثم ترک

الرجل ذلک المال و انصرف صار ذلک المال عند صاحب الد کان ودیعة" ترجمہ: اور اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنا مال کسی کی دکان میں رکھا اور دکان کا مالک اسے دیکھ رہا تھا، لیکن وہ خاموش رہا پھر وہ آدمی مالکِ دکان کے سامنے اپنا مال چھوڑ کر چلا گیا، تو وہ مال مالکِ دکان کے پاس ودیعت ہو گا۔

مذکورہ بالا عبارت کے تحت شرح المجلہ میں ہے: " مثله ما اذا لم یضعه فی الد کان بل وضعه بین یدی رجل فسکت، کما فی الدر" ترجمہ: اس کی مثل یہ مسئلہ بھی ہے کہ جب اس نے دکان میں نہ رکھا ہو، بلکہ اس نے کسی دوسرے آدمی کے سامنے رکھ دیا اور وہ آدمی جس کے سامنے رکھا گیا، خاموش رہا (تو یہ بھی ودیعت ہے) جیسا کہ در میں ہے۔ (شرح المجلة، الکتاب السادس فی الامانات، الباب الثانی، ج03، ص236، مطبوعہ کوئٹہ)

ودیعت قبول کرنے سے انکار کر دینے کے سبب چیز ودیعت کے حکم میں داخل نہ ہونے کے بارے میں جامع الفصولین اور شرح المجلہ ہے: " ولو قال لا اقبل الودیعة والمسئلة بحالها یبرأ اذ القبول عرفا لم یثبت عند الرد صریحا" ترجمہ: اور اگر حفاظت کرنے والے نے کہا تھا کہ میں ودیعت قبول نہیں کرتا اور باقی صورت وہی ہو، تو دوسرا شخص ضمان سے بری ہو گا، کیونکہ صراحتاً رد کر دینے کے ساتھ عرفاً قبول ثابت نہیں ہوتا۔

(شرح المجلة، الکتاب السادس فی الامانات، الباب الثانی، جلد3، صفحہ237، مطبوعہ کوئٹہ)

بحر الرائق میں ہے: " لوقال لاأقبل لایکون مودعا، لأن الدلالة لم توجد" ترجمہ: اگر دوسرے نے کہا کہ میں ودیعت کو قبول نہیں کرتا، تو وہ ودیعت نہیں کہلائے گی، کیونکہ دلالۃً قبول نہیں پایا گیا۔

(بحر الرائق، کتاب الودیعة، ج07، ص464، مطبوعہ کوئٹہ)

ودیعت کا حکم بیان کرتے ہوئے صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: " ودیعت کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز مودع کے پاس امانت ہوتی ہے، اس کی حفاظت مودع پر واجب ہوتی ہے اور مالک کے طلب کرنے پر دینا واجب ہوتا ہے۔ ودیعت کا قبول کرنا مستحب ہے۔ ودیعت ہلاک ہو جائے، تو اس کا ضمان واجب نہیں۔"

(بہار شریعت، ج03، ص32، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مالک نہ ملنے کی صورت میں مالِ ودیعت کے بارے میں فتاوی ہندیہ میں ہے: " غاب المودع ولا یدری حیاته ولا مماته یحفظها ابدا حتی یعلم بموته وورثته، کذا فی الوجیز للکردری ولا یتصدق بها بخلاف اللقطة، کذا فی الفتاوی العتابیة" ترجمہ: ودیعت رکھنے والا غائب ہو گیا، معلوم نہیں زندہ ہے یا مر گیا، تو ودیعت کو

ہمیشہ محفوظ ہی رکھنا ہو گا، یہاں تک کہ اس کی موت اور ورثاء کا علم ہو جائے، جیسا کہ الوجیز للکردری میں ہے۔ ودیعت کو صدقہ نہیں کر سکتا، بخلاف لقطہ کے۔

(فتاوی ھندیہ، کتاب الودیعۃ، الباب السابع فی ردالودیعۃ، ج4، ص354، مطبوعہ کوئٹہ)

اور جلد خراب ہونے والی چیز کے بارے میں فتاوی سراجیہ اور محیط برہانی میں ہے: "إذا كانت الوديعة شيئا يخاف عليه الفساد، وصاحب الوديعة غائب، فإن رفع الأمر إلى القاضي حتى يبيعه جاز وهو الأولى، وإن لم يرفع حتى فسدت لا ضمان عليه؛ لأنه حفظ الوديعة على ما أمر به" ترجمہ: اگر ودیعت ایسی چیز ہے کہ جس کے رکھنے سے اس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور مالکِ ودیعت غائب (موجود نہیں) ہے، تو پھر اگر اس کو بیچنے کے لیے قاضی تک معاملہ پہنچایا جائے، تو یہ جائز ہے اور یہی اولیٰ ہے اور اگر ایسا نہ کیا گیا یہاں تک کہ وہ چیز خراب ہو گئی، تو تاوان لازم نہیں آئے گا، کیونکہ اس نے ودیعت کی حفاظت کی ہے، جس کا اسے حکم دیا گیا تھا۔

(فتاوی سراجیہ، کتاب الودیعۃ، صفحہ361، مطبوعہ مکتبہ زمزم)(محیط برھانی، کتاب الودیعۃ، ج08، ص296، مکتبہ ادارۃ القرآن)

اور قاضی نہ ہونے کی صورت میں خود ہی فروخت کر کے رقم محفوظ کرنے کے بارے میں فتاوی عالمگیری میں ہے: "وإن لم يكن في البلد قاض باعها وحفظ ثمنها لصاحبها، كذا في السراج الوهاج" ترجمہ: اور اگر کسی شہر میں قاضی نہ ہو، تو وہ خود اس کو بیچ کر اس کی قیمت مالک کے لیے محفوظ رکھے، جیسا کہ سراج وہاج میں ہے۔

(فتاوی عالمگیری، کتاب الودیعۃ، الباب الرابع، ج04، ص344، مطبوعہ کوئٹہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

**کتبـــــــــــــــہ**

**المتخصص فی الفقہ الاسلامی**

**عبدالرب شاکر عطاری مدنی**

04ربیع الثانی 1443ھ 10نومبر 2021ء

**الجواب صحیح**

**مفتی محمد قاسم عطاری**



نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے